www.kitabmart.in

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ نمبر ۳۲۹

شہادت حسینؑ اور اس کے اسباب

از افادات

سرکار سید العلماء

الحاج مولانا السید علی نقی صاحب قبلہ مدظلہ مجتہد العصر

مطبوعہ

سرفراز قومی پریس لکھنؤ

خرچ ڈاک ۸ نئے پیسے

www.kitabmart.in

تعارف

یہ سرکار سید العلماء مدظلہ کا ایک مضمون ہے جو اس سے قبل اخبار
"پیام اسلام" کے محرم نمبر میں شایع ہو چکا ہے، ہم اس کی افادیت
کے پیش نظر سنہ ۱۳۸۶ھ کے حسینی لٹریچر کا اس کو جزو قرار دے کر
شایع کر رہے ہیں۔

یقین ہے کہ افراد ملت اس رسالہ کی بھی کثیر سے کثیر تعداد
برادران وطن میں مفت تقسیم فرما کر عند اللہ و عند الرسولؐ ماجور
ہوں گے۔

خادم ملت

سید ابن حسین نقوی عفی عنہ

آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ

(انڈیا)

محرم سنہ ۱۳۸۶ھ

مخصوص کتب عمران اشن

۷۸۶

شہادت حسینؓ اور اس کے اسباب

دنیا میں کوئی تعلیم یافتہ ایسا نہ ہوگا جس نے "عرب" کا نام نہ سنا ہو۔ عرب ایک بڑا ریگستانی ملک ہے، جو ایشیا کی مغربی سرحد پہ واقع ہے، اور جس کے ساحل پر بحر احمر لہریں مار رہا ہے۔ اسی ملک سے ساتویں صدی عیسوی شروع ہونے کے بعد ایک انقلاب کی لہر اُٹھی جس کا نام ہے "اسلام"۔

اس انقلاب کے بانی حضرت محمدؐ بن عبداللہ تھے، جنھوں نے اپنی پیغمبری کا اعلان کرتے ہوئے دنیا کو کامل توحید کا پیغام پہنچایا، اور بت پرستی، اقتدار پرستی، سرمایہ پرستی، غرضکہ غیر اللہ کی ہر طرح کی پرستش سے مخالفت کی، اس سے ان لوگوں کو مخاصمت پیدا ہوگئی جن کے اقتدار کو اس تعلیم سے نقصان پہونچتا تھا۔ انھوں نے اس انقلاب کو روکنے کی کوشش کی، اور ان کے ہاتھوں پیغمبرؐ کو بڑی تکلیفیں اٹھانا پڑیں۔ اس مخالفت میں بنی امیہ پیش پیش تھے، اس لیے کہ اگرچہ پیغمبرؐ اسلام کی تعلیم براہ راست کسی خاندان کی بلندی، اور کسی خاندان کی پستی کی حمایت نہیں کرتی تھی، مگر آپ کی تعلیم میں بلندی اور عزت کا جو معیار قرار دیا گیا تھا، وہ صرف کردار

www.kitabmart.in

کی خوبی اور فرائض انسان کی بجاآوری تھی۔ اس معیار پر بنی امیہ کے اکثر افراد پورے نہ اترتے تھے، چنانچہ امیہ کے پوتے، ابوسفیان بن حرب نے اسلام کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ عرب کے ہٹ دھرم اور جاہل بت پرست اس جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے، اور حضرت محمد مصطفےٰ کو ستانے اور تبلیغ اسلام میں روڑے اٹکانے لگے۔

پہلے تو آپ مصیبتیں اور سختیاں جھیلتے رہے، مگر جب ان لوگوں نے ایکا کر کے آپ کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا تو مجبوراً آپ اپنے وطن مکہ کو چھوڑ کر مدینہ میں جا بسے، جہاں کے لوگوں نے آپ کی تعلیم کو قبول کیا تھا، اور پہلے سے آپ کی نصرت کا وعدہ کر چکے تھے۔ اسی واقعہ کو ہجرت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اور اسی سے مسلمانوں کے سنہ ہجری کی ابتدا ہوئی ہے۔

دشمنوں نے ہجرت کے بعد بھی آپ کو چین سے بیٹھنے نہ دیا اور کئی مرتبہ چڑھائی کر کے آپ کو قتل کرنے آئے۔ مجبوراً آپ کو کئی لڑائیاں لڑنا پڑیں، جن میں بدر، احد اور احزاب بہت مشہور ہیں، مگر ان تمام لڑائیوں میں ابوسفیان کو ہر مرتبہ شکست ہوئی اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیرووں کی تعداد، اور ان کی طاقت برابر بڑھتی رہی۔ آخر بنی امیہ کی قوت بالکل ٹوٹ گئی، اور اپنی کمزوری چھپانے کے لئے انھوں نے بھی قبول اسلام کی نقاب ڈال لی، مگر موقع کے منتظر رہے کہ اسلام کی طاقت کچھ

www.kitabmart.in

بھی کم ہو تو انھیں اپنے گئے ہوئے اقتدار کو واپس لانے کا موقع ملے۔

حضرت محمد مصطفےؐ کی زندگی میں ان کی اس آرزو کے پورے ہونے کا کوئی امکان نہ تھا، مگر اس کے تھوڑے عرصے کے بعد حضرت کی وفات ہوگئی اور مسلمانوں کے نظام میں ابتری پیدا ہوگئی۔ سلطنت وقت کے دنیوی مصالح نے بنی امیہ کو شام میں اپنی حکومت قائم کر لینے کا موقع دے دیا، جو شروع میں صرف ایک صوبہ دار یا گورنر کی حیثیت سے تھی، مگر رفتہ رفتہ اس کے اقتدار اور قوت میں اضافہ ہوتا گیا، یہاں تک کہ آخر میں اس نے خود مختار سلطنت کی حیثیت حاصل کر لی۔ ان لوگوں نے شام کے ملک میں اپنا قبضہ جماتے ہی حضرت محمد مصطفےؐ کے رائج کئے ہوئے طریقوں اور اسلام کی پھیلائی ہوئی مساوات کو مٹانا شروع کر دیا، اور آخر میں تو یہ حالت ہوگئی کہ قرآنی احکام کی علانیہ مخالفت ہونے لگی۔

حضرت رسولؐ کے حقیقی جانشین، جو اسلامی تمدن اور تہذیب کے محافظ تھے اس کو کسی طرح برداشت نہ کر سکتے تھے، جب علی بن ابیطالبؑ جو رسولؐ کے سگے چچا زاد بھائی، ان کی آواز پر سب سے پہلے لبیک کہنے والے، اور شروع سے آخر تک اسلام کی اشاعت میں ان کے دست و بازو تھے، مسلمانوں کے تخت حکومت

www.kitabmart.in

پر آئے تو انھیں حکومت شام سے مقابلہ کرنا پڑا، اور صفین کی خونریز لڑائی ہوئی، مگر ابھی حضرت علیؑ کا ارادہ اور کام مکمل نہیں ہوا تھا کہ مسجد کوفہ میں عین حالت سجدہ میں حضرتؑ کے سر پر تلوار لگائی گئی، جس سے آپ نے شہادت پائی۔

حضرت علیؑ کے بعد آپ کے بڑے فرزند امام حسنؑ نے کچھ شرائط کا پابند کرنے کے بعد حکومت شام سے صلح کر لی، مگر حکومت شام نے ان شرائط کی پابندی نہیں کی، اور خفیہ طور پر زہر دلوا کر ان کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

اب پیغمبرؐ کے خاندان میں اصول اسلام کے پورے تحفظ کی ذمہ داری حسینؑ پر تھی، جو حضرت محمد مصطفےٰؐ کے دوسرے نواسے، اور حضرت علیؑ کے چھوٹے بیٹے تھے۔

حکومت شام کے تخت پر ابو سفیان کا پوتا یزید بن معاویہ بیٹھا، جو بڑا ہی شراب خوار اور بدکردار تھا، اور ایسے اخلاقی جرائم کا مرتکب ہوتا تھا جن کا صاف صاف تذکرہ بھی ادب اور شائستگی کے خلاف ہے۔ اس کے باوجود اتنے دن کے مضبوط اموی اقتدار کی ہیبت سے عوام کو دم مارنے کی ہمت نہ تھی۔ وہ حکومت کے ظلم وستم سے اتنا ڈر گئے تھے کہ خوف خدا کا احساس باقی نہ رہا تھا، مگر یزید جانتا تھا کہ حجاز کے ملک میں شہر مدینہ کے محلہ بنی ہاشم کے اندر ایک انسان ہے، جو مجھ سے نہیں ڈرتا،

www.kitabmart.in

صرف خدا سے ڈرتا ہے، اور وہ اصول اسلام کا حقیقی محافظ رسولؐ کا نواسہ ہے۔ وہ خاموش سہی، مگر کیا معلوم کس دن دُنیا کی آنکھ سے غفلت کے پردے ہٹ جائیں اور سچائی کی طرف کھنچ جائے۔ اس بنا پر یزید کو فکر لاحق ہوئی کہ کسی نہ کسی طرح وہ حسینؑ سے بیعت حاصل کرے، چنانچہ اس نے مدینہ کے حاکم ولید بن عتبۃ بن ابی سفیان کو حکم بھیجا کہ حسینؑ سے بیعت حاصل کرو، اور اس معاملہ میں کسی مراعات سے کام نہ لو۔

حسینؑ نے اس پیغام کے معنی سمجھ لیئے، اور آپ اسے پہلے ہی سے سمجھے ہوئے تھے۔ اصولاً آپ کے لیئے یزید کی بیعت کرنا بالکل غیر ممکن تھا۔ سر کا قلم ہونا بے شک آسان تھا، مگر حفاظت خود اختیاری کے فرض کو انجام دینے کے بعد جو اسلامی شریعت کا ایک بنیادی حکم ہے۔

اس کے لیے حسینؑ نے ترک وطن کا فیصلہ کر لیا۔ آپ نے اپنے تمام متعلقین کو جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے اپنے ساتھ لیا اور مکہ میں جا کر پناہ لی۔ اس طرح آپ نے یہ ثابت کر دیا کہ آپ کسی سے جنگ کرنا، اور اپنی اور اپنے ساتھیوں کی زندگی کو معرض خطر میں ڈالنا نہیں چاہتے تھے، بشرطیکہ آپ کو بیعت یزید پر مجبور نہ کیا جاتا۔

مکہ عرب کے بین الاقوامی قانون اور پھر اسلام کی رو سے ایک

www.kitabmart.in

ایسا امن کا مقام تھا، جہاں کسی متنفس کے لیے خطرہ نہ ہونا چاہیے، مگر حسینؑ کو یہاں بھی اپنے قتل کا سامان دکھائی دیا۔ آخر ایام حج میں کہ جب تمام عالم اسلامی مکہ کی طرف کھنچا چلا آرہا تھا حسینؑ کو مکہ سے رخصت ہونا پڑا، اور آپ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے، جہاں کے لوگ آپ کو اصرار کے ساتھ بلا رہے تھے، اور آپ سے مذہبی رہنمائی کے طالب تھے، اور آپ اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو وہاں کے حالات کا مشاہدہ کرنے کے لیے بھیج بھی چکے تھے، مگر اس دوران میں کوفہ کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ وہاں سنگ دل حاکم عبیداللہ بن زیاد کا اقتدار قائم ہو گیا اور مسلم بن عقیل قتل کر ڈالے گئے۔ اس کے بعد کوفہ جانے کا کوئی موقع نہیں تھا مگر مکہ اور مدینہ واپس جانے کا بھی کوئی امکان نہ تھا۔ اُدھر کوفہ سے آپ کو گرفتار کرنے کے لیے فوج بھیج دی گئی، جس نے آپ کو آگے بڑھنے یا واپس جانے سے روکا۔ مجبوراً آپ کربلا کی زمین پر اتر پڑے۔

دوسرے ہی دن سے یزید کا ٹڈی دل لشکر کربلا کے میدان میں آنا شروع ہو گیا، تمام راستے بند کر دیے گئے اور امام حسینؑ کو گھیر کر یزید کی بیعت پر اصرار کیا جانے لگا۔ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ صرف آپ کے سترہ عزیز چند غلام اور کم و بیش ستر اسّی خاص دوست تھے، جو کوفہ یا بعض دوسرے مقامات سے باوجود راستوں کے بند ہونے کے کسی نہ کسی طرح آپ تک پہنچ سکے تھے۔

www.kitabmart.in

ساتویں محرم سے آپ پر اور آپ کے تمام ساتھیوں، یہاں تک کہ چھوٹے بچوں تک پر پانی بند کر دیا گیا، مگر چونکہ امن پسندی حقیقی معنی میں آپ کا شعارِ زندگی تھا لہٰذا آپ نے اتمامِ حجت کے طور پر یزیدی فوج کے افسر عمر بن سعد کے سامنے ایسے شرائط پیش کیے، جن سے معاملات دوبہ صلاح ہو جائیں، اور جنگ کی نوبت نہ آئے۔ آپ کا طریقہ کار اتنا سلجھا ہوا تھا کہ عمر بن سعد کو بھی اس بات کا قائل ہونا پڑا کہ حسینؑ صلح کے راستے پر گامزن ہیں چنانچہ اُس نے کوفہ کے حاکم عبید اللہ ابن زیاد کے پاس اسی مضمون پر مشتمل ایک خط بھیجا مگر ابن زیاد کو حکومت کا غرور اور سلطنت کا نشہ تھا۔ اس نے حسینؑ کو پہچانا بھی نہ تھا کہ وہ مشکلات کا کہاں تک مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس نے آپ کی صلح پسندی کو کمزوری اور عاجزی کا نتیجہ خیال کرتے ہوئے عمر سعد کو خط لکھ بھیجا کہ حسینؑ غیر مشروط طریقہ پر اطاعت کر لیں جب ہی ان کی جان بچ سکتی ہے۔ غیرت دار اور فرض شناس حسینؑ کے لیئے ایسا ممکن نہ تھا۔

نویں محرم کی شام کو اس بڑے لشکر نے آپ پر حملہ کر دیا مگر آپ نے ایک شب کے لیئے التوائے جنگ کی خواہش فرمائی، جو بمشکل منظور کی گئی۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ آخری مرتبہ یہ پوری رات عبادت خدا میں بسر کریں، اس کے علاوہ دوست اور دشمن دونوں کو جنگ کے قطعی طور پر طے ہو جانے کے بعد، سوچنے کا موقع دے دیں۔ دشمنوں پر اتمام حجت ہو جائے، اور دوستوں میں سے کوئی ساتھ چھوڑ کر جانا

www.kitabmart.in

چاہتا ہو تو چلا جائے، آپ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے صاف طور پر بتا دیا کہ کل ہماری زندگی کا فیصلہ ہے، میں تم سے اپنی بیعت کی ذمہ داری ہٹائے لیتا ہوں، تم اس رات کے پردے میں جدھر چاہو چلے جاؤ، مگر ان جانبازوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہا اور ایک زبان ہو کر کہا کہ ہم آپ کا ساتھ کبھی نہ چھوڑیں گے ان لوگوں نے جو کہا تھا وہی کر دکھایا۔

سامنے فوجوں کا سمندر لہریں مار رہا تھا۔ گردو پیش ویرانی اور بربادی کے سوا کچھ اور نظر نہ آتا تھا۔ عزیزوں، بھائیوں، بھتیجوں اور اولاد کے خوبصورت چہرے امامؑ کے سامنے تھے، اور آپ کے ساتھ پردہ دار عورتیں اور چھوٹے بچے بھی موجود تھے۔ دریا پر فوج کا پہرہ بیٹھا ہوا تھا اور حسینؑ اور ان کے ساتھیوں تک ایک قطرۂ آب کے پہونچنے کی اجازت نہ تھی۔ بے زبان بچے پیاس کی شدت سے بیتاب نظر آرہے تھے، مگر طاقت کی تمام نمائشیں اور ایذا رسانی کی تمام صورتیں امام حسینؑ اور آپ کے ساتھیوں کو مجبور نہ کر سکیں کہ ایک فاسق و فاجر کو جائز حکمراں تسلیم کرلیں۔

دسویں محرم کو صبح سے دوپہر کے بعد تک حسینؑ کے جانباز ساتھی جو آپ سے خاندانی تعلق نہ رکھتے تھے برابر اپنی جانیں حسینؑ اور آپ کے اصول کی خاطر قربان کرتے رہے، جب ان میں سے کوئی باقی نہ رہا تو عزیزوں کی نوبت آئی۔ اس موقع پر آپ کے لیے آسان ہوتا کہ آپ خود

www.kitabmart.in

آگے بڑھ کر راہ حق میں اپنے سر کا ہدیہ پیش کر دیتے، مگر آپ کو اپنی قوت برداشت کا پورا پورا امتحان دینا تھا، چنانچہ اس کے بعد آپ کے عزیز آپ سے جدا ہونے لگے سب سے پہلے آپ نے اپنے جوان بیٹے علی اکبرؑ کو جو شبیہ پیغمبرؐ بھی تھے مرنے کے لیے بھیجا۔ ماں خیمہ میں تھیں اور باپ خیمہ کے دروازہ پر اور ماں کا چاند فوج دشمن کی گھٹا میں چھپا تھا، باپ نے دیکھا اور ماں نے سن لیا کہ علی اکبرؑ تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے، مگر صبر و سکون میں فرق نہیں آیا۔

اس کے بعد دوسرے عزیز بھی ایک ایک کر کے رخصت ہوئے، اور راہ حق میں نثار ہو گئے، سب سے آخر میں آپ کے جاں باز بھائی عباسؑ ابن علیؑ آپ سے رخصت ہوئے، یہ حسینی جماعت کے علمدار تھے جن کے قتل ہونے سے حسینؑ کی کمر ٹوٹ گئی، مگر ہمت شکستہ نہیں ہوئی۔ اس کے بعد آپ کے پاس کوئی سرمایہ حق کی بارگاہ میں نذر دینے کے لیے نہ تھا، مگر سب کے آخر میں آپ نے ایک ایسا معصوم ہدیہ پیش کر دیا جس پر کسی شریعت اور قانون کی رو سے مجرم ہونے کا الزام نہ آسکتا تھا۔

وہ شیر خوار بچہ جو اپنی ماں کی گود میں پیاس سے سسکیاں لے رہا تھا حسینؑ نے اس کی حالت دیکھی، اور دشمن کی فوج کے سامنے اپنے ہاتھوں پر لائے، یہ تھا حسینؑ کا سب سے آخری فدیہ، انسانیت کے ہاتھ پیروں میں لرزہ پڑ گیا اور رحم و کرم کی دنیا میں اندھیرا چھا گیا جب اس دشمن فوج کے ایک سپاہی نے تیر چلّہ کمان میں جوڑا اور بچہ کی گردن کو نشانہ بنا لیا۔ حسینؑ کا

www.kitabmart.in

یہ آخری تحفہ بھی قبول ہو گیا۔

اب کیا تھا! بذات خود حسینؑ کو حق کی حمایت میں جہاد کا فرض انجام دینا تھا، اور اپنی جان کی قربانی پیش کرنا تھی، چنانچہ آپ نے اس شکستگی اور بے کسی کے عالم میں تلوار نیام سے نکالی، اور جتنی بحیثیت انسان آپ کو اللہ نے طاقت دی تھی، اس حد تک انتہائی شدید مقابلہ کیا، وہ مقابلہ جو ایسے حالات میں، عام انسانوں کی طاقت سے یقیناً بالاتر تھا، مگر کہاں ایک انسانی جسم، اور کہاں فولادی تلواروں کا سیلاب۔ جسم زخموں سے چور ہو گیا۔ آپ گھوڑے سے زمین پر گر پڑے، اور وہ مرحلہ جو آپ کے لیے پہلے ہی آسان تھا، اب زیادہ آسان ہو گیا۔ آپ کا سر قلم کر کے نیزہ پر بلند کیا گیا۔ شہیدوں کی لاشیں گھوڑوں سے پامال کی گئیں، مال و اسباب لوٹا گیا۔ خاندان رسالت کی مقدس خواتین کے سروں سے چادریں اتاری گئیں، خیموں میں آگ لگائی گئی، مردوں میں ایک بیمار و ناتوان علی بن الحسینؑ باقی رہے تھے جنھیں طوق و زنجیر پہنایا گیا، اور عرب کے شریف ترین خاندان کی غیرت مند بیبیاں اسیر کر کے شہر بشہر پھرائی گئیں۔

یہ ہے دنیائے تاریخ کا وہ بڑا حادثہ جو "واقعۂ کربلا" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

پبلشر:- مرزا حیدر حسین اسسٹنٹ سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ

www.kitabmart.in

इस्लामी इतिहास, धार्मिक अधिष्ठताओं की इन अहिंसापूर्ण घटनाओं से परिपूर्ण है तथा इन्हीं घटनाओं ने महात्मा गाँधी और मिस्टर गिबन जैसे राष्ट्रीय एवं राजनीति के नेताओं को यह लिखने पर बाध्य कर दिया कि इस्लाम के प्रचार तथा प्रसार में तलवार का हाथ नहीं था बल्कि इस्लाम के धार्मिक नेताओं के नैतिक गुणों एवं अहिंसापूर्ण व्यवहारों ने इस्लाम के आगे लोगों के शीश नवा दिये।

——:o:——

मुद्रक—डायमन्ड प्रेस, १२४ शाहगंज, इलाहाबाद-३

www.kitabmart.in

हज़रत इमाम हुसैन (कर्बला के अमर शहीद) के जीवन में भी हमें अहिंसा एवं अपार प्रेम के अनेकों उदाहरण मिलते हैं। जब आप कर्बला की ओर जा रहे थे और मार्ग में थे। उस समय हुर (हुसैन का एक शत्रु जो बाद में इमाम हुसैन की ओर आ गया और आपके प्राणों की रक्षा करते हुये शहीद हुआ) की सेना जो केवल इस कारण आयी थी कि इमाम हुसैन को आगे न बढ़ने दिया जाये वह भी जब पानी मांगती है तो हुसैन अपनी इस शत्रु सेना को भी अरब के जलशून्य मार्गों में अपने बालकों एवं स्त्रियों का विचार किये बिना सारा पानी पिला देते हैं।

कर्बला के रण-क्षेत्र में लड़ते लड़ते घावों एवं प्रहारों से चूर होकर जब भूमि पर गिरते हैं तथा परम पिता परमेश्वर के आगे शीश को भूमि पर टिका देते हैं। शिम्र (जिसने आप का गला काटा था) यह समझता है कि इमाम हुसैन हम लोगों के लिये अमंगल कामनायें कर रहे होंगे परन्तु जब कान लगा कर सुनता है तो हुसैन कह रहे थे कि हे अल्लाह। मेरे नाना (हज़रत मोहम्मद के अनुयायी) बहुत पापी हैं तू इनके पापों को क्षमा कर दे। कठिनाईयों एवं विपत्तियों के साम्राज्य में कठिनाईयाँ पहुँचाने वालों के लिये ही मंगल कामना करना यह है अहिंसा का अद्वितीय उदाहरण।

इसी प्रकार हमारे दूसरे धार्मिक अधिष्ठाता भी हमें अहिंसा का पाठ पढ़ाते रहे। अन्य धर्म-अधिष्ठाताओं के जीवन-काल से अहिंसा के उज्जवल एवं उत्कृष्ठ उदाहरण प्रस्तुत करने की अपेक्षा केवल इतना लिखने पर ही लेख समाप्त करता हूं कि

www.kitabmart.in

प्रस्तुत कर दिया कि देश किस प्रकार विजय किये जाते हैं हज़रत अली ने यमन नामक देश पर विजय प्राप्त कर ली परन्तु वह की भूमि पर एक बूँद रक्त की न गिरी न वहां कमानों की कड़क, नैज़ों (भालों) की लचक और तलवारों की चमक दृष्टि गोचर हुयी परन्तु समस्त देश आपका अनुयायी हो गया जिसका कारण केवल यह था कि आपने अत्याचार, कठोरता एवं तलवार के प्रयोग की अपेक्षा प्रेम-भाव, चरित्र की पराकाष्ठा, तथा नम्रता से हृदयों को मोहने का सफल कार्य किया था। क्या इतिहास किसी देश को विजय करने में अहिंसा का ऐसा उत्कृष्ट उदाहरण पेश कर सकता है।

और यदि इससे बढ़कर और श्रेष्ठ अहिंसा का उदाहरण देखना है तो आइये रमज़ान (वह पवित्र-महीना जिसमें रोज़े (व्रत) रखे जाते हैं) की अट्ठारह तारीख को कूफे (एक नगर का नाम) की मस्जिद में हज़रत अली के सर पर क़ातिल की तलवार लग चुकी है, इस बुरी तरह घायल हुये हैं कि बचने की कोई आशा शेष नहीं रह गयी है। लोग क़ातिल को गिरफ़्तार करके लाते हैं। मुश्कें कसी हुयी हैं परन्तु क्या कहना हज़रत अली की दया व कृपा के अपार समुन्द्र का कि आप फ़रमाते हैं कि इसकी मुश्कें खोल दो और देखो इसको प्यास बहुत लगी मालूम होती है। अतएव मेरे लिये जो शरबत लाया गया है पहले इसको पिला दो। कोटि कोटि प्रणाम हो ऐसी अहिंसा की मूर्ति एवं दया की निधि धार्मिक अधिष्ठाता पर जिसका व्यवहार शत्रु एवं क़ातिल के साथ भी सम्बन्धी एवं मित्र का जैसा हो। वह है इस्लाम की शिक्षा, इसका नाम है अहिंसा।

www.kitabmart.in

प्रथम तो यह कि यदि वह बिना लड़े ही जाना चाहता है तो उसे यह छूट है कि वह बिना लड़े ही वापस हो जाये। द्वितीय यह कि यदि जाना न चाहे तो इस्लाम को स्वीकार कर ले यदि यह शर्त भी वह स्वीकार न करता तो विवशतः लड़ने पर तैयार हो जाते।

हज़रत मोहम्मद के देहावसान के पश्चात् जब मुसलमानों की समस्त शक्तियां एवं विचार-धारायें इस्लामी शासन की सीमाओं में वृद्धि करने तथा अन्य देशों पर अपनी विजय-पताका लहराने पर केन्द्रित हो गयीं और क़ुरान के आदेशों तथा हज़रत मोहम्मद के कथनों एवं शिक्षाओं के विपरीत अत्याचार से काम लिया जाने लगा तथा पड़ोसी देशों पर चढ़ाईयां की जाने लगीं तो उस समय भी हज़रत अली वास्तविक इस्लाम का सच्चा रूप जन-साधारण के सम्मुख रखने में संलग्न थे। दूसरे मुसलमान देशों को विजय करके इस्लामी राज्य के विस्तार करने में लगे हुये थे तथा वह अपने अत्याचारपूर्ण व्यवहार से ऐसे प्रमाण प्रस्तुत कर रहे थे जिससे लोग मुसलमानों को विजेता, अत्याचारी, क्रूर, शांति भंग करने वाला, लुटेरा आदि समझने लगें तथा उनके हृदय में मुसलमानों की ओर से उस प्रकार की घृणा उत्पन्न हो जाये जो एक पराजित देश को विजयी देश के साथ स्वतः उत्पन्न हो जाती है परन्तु उस समय भी हज़रत अली अपने आदर्श चरित्र एवं प्रतिभाशाली व्यक्तित्त्व द्वारा उन पराजित देशों के निवासियों के हृदयों पर अधिकार जमा रहे थे जिसमें हिंसा का कहीं नाम न था।

हज़रत अली ने विश्व के सम्मुख एक आदर्श उदाहरण

www.kitabmart.in

सर्वत्र शरण-स्थान है तुम्हारी धन-सम्पत्ति पर कोई मुसलमान आधिपत्य न जमायेगा न तुम से छीनेगा।

हज़रत मोहम्मद की इस कृपा-दृष्टि एवं अहिंसा को देखकर लगभग समस्त मक्का-निवासी मुसलमान हो जाते हैं। आपने उन लोगों के साथ भी लेश-मात्र भी कठोरता न की जो आपके जीवन-दीप को बुझा देना चाहते थे और जिन्होंने अब विवशतः इस्लाम धर्म का अनुयायी होना स्वीकार किया था।

क्या इन घटनाओं के पढ़ने के बाद भी लोग कहेंगे कि इस्लाम तलवार के बल पर फैला। मैं भी कहता हूँ कि हां इस्लाम के प्रचार ने बड़ा योग दिया परन्तु जो इस्लाम तलवार के बल पर फैला वह हज़रत मोहम्मद का लाया हुआ न था बल्कि वह था विजेताओं एवं आक्रमणकारी मुसलमानों का इस्माल-उसे हज़रत मोहम्मद के इस्लाम से कोई सम्बन्ध नहीं। हज़रत मोहम्मद का इस्लाम जिस तलवार से फैला वह सत्य, प्रेम व अहिंसा की तलवार थी। वह अधर्मियों को नहीं काटती थी बल्कि अधर्म को समाप्त करती थी तथा मनुष्य की हत्या करने की अपेक्षा उसके अवगुणों का नाश करती थी एवं जिन्हा (ज़ुबानों) को विजयी करने के बजाये हृदयों पर अपना अधिकार जमाने का यत्न करती थी।

इस्लामी इतिहास के सर्वश्रेष्ठ व्यक्तियों में हज़रत मोहम्मद के बाद हज़रत अली का नाम आता है। आपका पवित्र जीवन भी अहिंसा से परिपूर्ण था। हज़रत अली जब युद्ध करते थे तो आप से लड़ने जो भी आता उसके सम्मुख तीन शर्तें रखते।

www.kitabmart.in

अहिंसा का प्रचारक है तथा प्रेम-भाव का पाठ पढ़ता है। उसका झंडा एक ऐसे आदमी के हाथ में कदापि न होना चाहिये जो अपने शत्रुओं पर भी अत्याचार करना चाहता हो। यह कहकर अपने एक दूसरे अनुयायी को बुलाकर झंडा उसे देते हुये कहते हैं कि यह नारा लगाते हुये चलो कि आज हज़रत मोहम्मद की विशिष्ट कृपा-दृष्टि का दिवस है।

केवल इतना ही नहीं बल्कि जब मक्के में प्रवेश करते हैं और आपके शत्रु एवं विरोधी पंक्तिवद्ध कैदियों के समान खड़े किये जाते हैं। इनमें वे लोग भी हैं जिन्होंने हज़रत मोहम्मद और उनके सच्चे अनुयायियों को नाना प्रकार के कष्ट पहुँचाये थे, उनके मार्ग में विपत्तियाँ, अड़चनें एवं काँटे बिछाये थे और इतने अधिक कि हज़रत मोहम्मद को हिजरत (मक्के से मदीने को प्रस्थान) पर बाध्य होना पड़ा था। इन कैदियों में वह भी हैं जिन्होंने आप से युद्ध किये थे और आपके चाचा हज़रत हमज़ा की अत्यंत निर्दयता से हत्या की थी तथा उनके शव का अत्यधिक अपमान किया था। उन सबकी गर्दनें आज लज्जा से झुकी हुई हैं। हज़रत मोहम्मद उन सबसे पूछते हैं बताओ तुम्हारे साथ कैसा व्यवहार किया जाये। उनकी ओर से कोई उत्तर नहीं मिलता है परन्तु उनकी झुकी हुयी गर्दनें जो इस प्रश्न के बाद और झुक गयीं हैं, इस बात की प्रतीक हैं कि मानो वे यह कह रहे हों कि होना तो हमारे साथ वैसा ही व्यवहार चाहिये जैसा हमने आपके साथ किया था अर्थात जो अत्याचार हमने आप और आपके साथियों पर किये थे आप उसका पूरा-पूरा बदला ले सकते हैं परन्तु हज़रत मोहम्मद जैसे कृपा-निधि एवं आदर्श मानव की मानवता का तक़ाज़ा कुछ और था अतएव आपने कहा कि जाओ तुम सब स्वतंत्र हो और तुम लोगों के लिए

www.kitabmart.in

हज़रत मोहम्मद को आते देखा तो कहा कि ऐ मोहम्मद ! उस समय बदला लेने आए हो जब मैं बीमार हूँ रोग-ग्रस्त हूँ। हज़रत मोहम्मद ने कहा नहीं मैं तुझे देखने आया हूँ। जब उसने हज़रत मोहम्मद के चरित्र की इस पराकाष्ठा को देखा तो इतना अधिक प्रभावित हुयो कि इस्लाम धर्म स्वीकार कर लिया।

कहने वाला कह सकता है कि हज़रत मोहम्मद के मक्के में निवास करने वाले समय में उनके अनुयायियों की संख्या बहुत कम थी अतएव वह इस प्रकार का अहिंसापूर्ण व्यवहार करने पर बाध्य थे परन्तु यदि हज़रत मोहम्मद के उस जीवन-काल पर हम दृष्टिपात कर लें जब आपके पास धनाधिक्य भी हो गया था, आपकेअनुयायियों की संख्या में भी असाधारण वृद्धि हो गयी थी, आपके पास एक विशाल सेना भी थी परन्तु फिर भी आपने अपने शत्रुओं, विरोधियों एवं विपक्षियों से अहिंसापूर्ण व्यवहार ही किया, उनपर कभी अत्याचार अथवा जुल्म न किया।

इस उपरोक्त कथन की पुष्टि के लिये यह प्रमाण प्रस्तुत किया जाता है कि जब हज़रत मोहम्मद विजयी के रूप में मक्के में प्रवेश कर रहे थे उस समय आपके अनुयायियों एवं साथियों में बदला लेने की भावना प्रज्वलित थी क्योंकि आज उस भूमि पर विजेता के रूप में पदार्पण कर रहे हैं जहां से कल अत्यंत निर्दयता के साथ निकाले गये थे। मन में कह रहे हैं कि आज हम अपने शत्रुओं एवं विरोधियों से बदला अवश्य लेंगे। हज़रत मोहम्मद के एक अनुयायी जिनके हाथ में इस्लाम का झंडा है वह यह नारा लगाते हुये आगे बढ़ रहे हैं कि आज बदला लेने का दिन है। यह आवाज़ हज़रत मोहम्मद के कानों तक भी पहुँचती है वह अपने उन अनुयायी को बुलाते हैं कि जिनके हाथ में इस्लामी पताका है और कहते हैं कि इस्लाम जो

www.kitabmart.in

अपने शत्रुओं, विपत्तियों एवं विरोधियों से भी सम्बन्धी एवं मित्र का सा व्यवहार करते थे-जब यह ऐतिहासिक तथ्य एवं निर्णय है तो भला यह कैसे सम्भव है कि वह जिस धर्म के संस्थापक एवं प्रचारक हों उसका सिद्धांत "अत्याचार व जुल्म" तथा "बलपूर्वक मुसलमान" बनाना हो। नहीं ऐसा नहीं है बल्कि आपने अपने धर्म का नाम "इस्लाम" रखा जिसके अर्थ हैं "शांति एवं समझौता" तथा इस्लाम धर्म का अनुयायी "मुस्लिम" तथा "मोमिन" कहलाता है जिसके अर्थ क्रमशः समझौता-प्रेमी एवं शांति प्रिय के हैं। इससे यह सुस्पष्ट है कि इस्लाम शांति का संस्थापक है। और प्रेम का प्रचारक। हज़रत मोहम्मद के जीवन काल में हमें अनेकों ऐसी घटनाएँ मिलती हैं जो अहिंसा के उत्कृष्ठ उदाहरण हैं। जिनमें से कुछ हम अपने पाठकों के सम्मुख प्रस्तुत करते हैं।

हज़रत मोहम्मद अपने पैग़म्बर (ईश्वरीय दूत) होने की घोषणा कर चुके हैं तथा "ला इलाहा कहो" यह नारा लगाया जा चुका है। उस समय लगभग समस्त मक्का हज़रत मोहम्मद का शत्रु दृष्टिगोचर होता है। जिस मार्ग से हज़रत मोहम्मद गुज़रते हैं पत्थरों की वर्षा की जाती है, कांटे बिछाये जाते हैं, कूड़ा फेंका जाता है नमाज़ पढ़ते समय दुर्गन्ध फेंकी जाती है। एक वृद्ध स्त्री ने तो यह अपना नित्य-कर्म बना लिया था कि जब हज़रत मोहम्मद उधर से गुजरते तो वह उन पर कूड़ा फेंका करती, पर आप तनिक भी क्रोधित न होते। एक दिन उसने कूड़ा न फेंका। हज़रह मोहम्मद ने पूछा कि वह वृद्ध-स्त्री जो मुझपर प्रतिदिन कूड़ा फेंका करती है आज कहां है और उसने कूड़ा क्यों न फेंका। लोगों ने उत्तर दिया कि वह बीमार है रोग-ग्रस्त है। हज़रत मोहम्मद उसके घर गये। उस वृद्ध-स्त्री ने जब

www.kitabmart.in

यदि वह हमारे इस व्यवहार से तनिक भी प्रभावित न हो बल्कि इसके विपरीत हिंसा तथा क्रूरता व अत्याचार में और भी वृद्धि कर दे तो उस समय हम ही इस अत्याचार का कारण होंगे अतएव मालूम हुआ कि कभी-कभी युद्ध करना तथा बदला लेना भी हितकर हुआ करता है फिर जबकि इस्लाम तो केवल उत्तर स्वरूप युद्ध का ही आदेश देता है अर्थात जब कोई आक्रमण करे तो अपने प्राणों के सुरक्षार्थ युद्ध करना। इस्लाम ने जेहाद का आदेश अवश्य दिया है परंतु राज्य च सिंहासन प्राप्ति के कारण नहीं, बलपूर्वक मुसलमान बनाने के हेतु नहीं, अपितु पारस्परिक प्रेम में वृद्धि के कारणार्थ, अत्याचार व जुल्म की समाप्ति के लिये तथा शांति व समझौते की स्थापना ही के लिये जेहाद का आदेश दिया है। पवित्र कुरान में स्पष्ट शब्दों में अल्लाह का कथन है "तुम्हें क्या हो गया है कि तुम युद्ध नहीं करते उन शक्तिहीन पुरुषों, स्त्रियों एवं बालकों के कारण कि जिन्हें कष्ट पहुँचाया जा रहा है और जिनको कोई सहायता प्रदान करने वाला नहीं है।" देखिये यहाँ भी जेहाद का आदेश असहायों की सहायता के लिये है, बलपूर्वक मुसलमान बनाने के लिये नहीं। एक दूसरे स्थान पर है "जेहाद करो जिससे आपस के लड़ाई, झगड़े, द्वेष भावनाएँ समाप्त हो जायें" इस स्थल पर भी जेहाद का ध्येय शांति की स्थापना मात्र ही है, राज्य व सिंहासन की प्राप्ति के लिये युद्ध करने को जेहाद नहीं कहा जा सकता।

अब आइये दूसरी कसौटी पर इस्लाम को कसें अर्थात् यह देखें कि इस्लाम के अधिष्ठाता एवं मार्ग-प्रदर्शक इस सम्बन्ध में क्या करते हैं एवं और क्या कहते हैं। इस्लाम धर्म के नेताओं में सर्व प्रथम नाम हज़रत मोहम्मद का आता है जिनके सम्बन्ध में समस्त इतिहासकार लिखते हैं कि अहिंसा की मूर्ति थे तथा

www.kitabmart.in

हमारी धर्म-पुस्तक "क़ुरान है" उसमें स्पष्ट शब्दों में अल्लाह का कथन है कि ख़ुदा झगड़े को पसंद नहीं करता तो यह स्वयं सिद्ध है कि इस्लाम जो अल्लाह का अभीष्ठ धर्म है उसमें क्रूरता, कठोरता, अत्याचार व ज़ुल्म को कब स्थान मिल सकता है जबकि पवित्र क़ुरान में एक जगह पर यह आदेश है "ला तुफ़सेदो फ़िलअर्ज़" अर्थात पृथ्वी पर झगड़ा (फ़साद) दंगा आदि न करो। एक दूसरे स्थान पर अल्लाह का कथन है "ला इक़राहा फ़िद दीन" धर्म में कठोरता नहीं है अर्थात तुम अपने धर्म के प्रचार एवं प्रसारार्थ अपने धर्म की शिक्षाएं, सिद्धांत एवं नियम दूसरों के सामने प्रस्तुत कर सकते हो बलपूर्वक तथा अत्याचार करके मुसलमान बनाने की छूट तुमको कदापि नहीं है। क़ुरान के इस आदेश को दृष्टि में रखते हुये यदि कहीं कुछ मुसलमान दूसरे धर्मावलंबियों अत्याचार करके बलपूर्वक मुसलमान बनाते दृष्टिगोचर हों तथा वह इसको अपना धार्मिक कर्त्तव्य समझ रहे हों तो हों परन्तु अल्लाह की दृष्टि में यह पूर्णतया अशुद्ध, दोषपूर्ण एवं दंडनीय कार्य होगा क्योंकि यह क़ुरान के आदेश के प्रतिकूल है।

एक प्रश्न यह उठता है कि फिर जेहाद का आदेश ही क्यों दिया गया? इसका उत्तर लिखने के पूर्व यह बतला देना आवश्यक प्रतीत होता है कि मनुष्य का कार्य सदा शांति व समझौते से ही सिद्ध नहीं होता अपितु समयानुसार युद्ध आदि की भी आवश्यकता होती है। इस सिद्धांत पर "यदि तुम्हारे एक गाल पर कोई थप्पड़ मारे तो दूसरा भी बढ़ा दो" कार्य करना उसी समय तक उचित एवं श्रेयस्कार होगा जब तक हमारे विपक्षी एवं विरोधी में इतनी मानवता हो कि वह हमारे इस व्यवहार से लज्जित हो जाये और अपना हाथ रोक ले परन्तु

www.kitabmart.in

एवं फैलने लगीं एवं अत्यधिक उन्नति के पथ पर आरूढ़ हो चुकी हैं।

—मिस्टर गिबन

इस्लाम के सिद्धांतों में एक जेहाद भी है जिन्हों ने यह सुन लिया वह यह समझने लगे कि इस्लाम तो कठोरता एवं अत्याचार का समर्थक है तथा यह धर्म अपने अनुयायियों को ज़बरदस्ती तथा बलपूर्वक मुसलमान बनाने की शिक्षा देता है फिर हमारे भारत के कुछ मुस्लिम सम्राटों ने अपने आधिपत्य के लिये किये जाने वाले युद्धों का नाम "जेहाद" रखकर इस अशुद्ध धारणा को बल प्रदान किया।

परन्तु किसी धर्म के अनुयायियों से उस धर्म के आदेशों, सिद्धांतों तथा शिक्षाओं का अनुमान लगाना भ्रमपूर्ण एवं अशुद्ध है क्योंकि धर्मानुयायियों के कार्य तथा कर्म धर्म के विपरीत एवं प्रतिकूल भी हो सकते हैं अतएव किसी धर्म के सिद्धांतों के पता लगाने के लिये उस धर्म का ही ध्यानपूर्वक अध्ययन करना चाहिये।

कोई धर्म अत्याचार व ज़ुल्म का पाठ पढ़ाता है अथवा अहिंसा एवं सद्व्यवहार की शिक्षा देता है इसके ज्ञान की दो कसौटियां हैं प्रथम तो उस धर्म की पुस्तकों में लिखित आदेश तथा द्वितीय उस धर्म के अधिष्ठाताओं एवं पथ-प्रदर्शकों के कथन तथा व्यवहार। आइये तो इसी कसौटी पर इस्लाम को कसें जिससे ज्ञात हो सके कि इस्लाम हिंसा का समर्थक है अथवा अहिंसा का।

www.kitabmart.in

"इस्लाम और अहिंसा"

इस्लाम के प्रचार तथा प्रसार में तलवार का नाम मात्र का भी योग नहीं था बल्कि इसके फैलाने में इस्लाम की आदर्श शिक्षाओं, उसके अनुपम सिद्धाँतों तथा उसके व्यवहारिक नियमों का ही हाथ था जिसने उस समय लोगों के हृदय में घर कर लिया। लोग सर्वाधिक जिस वस्तु से प्रभावित हुये वह हज़रत मोहम्मद का आदर्श व्यक्तित्व था। कैसा व्यक्तित्व जिसमें सादगी एवं साधारणता कूट-कूट कर भरी थी एवं हज़रत मोहम्मद की सहानुभूतिपूर्ण भावनाएँ, मित्र एवं शत्रु दोनों से प्रेम-व्यवहार, अल्लाह में पूर्ण आस्था और अपने मिशन के प्रचार में भगीरथ प्रयास—यह ही वे वस्तुएँ थीं जिन्होंने इस्लाम की महत्ता तथा विशेषता का सबको प्रशंसक बना दिया तथा हज़रत मोहम्मद के गुणों को प्रत्येक व्यक्ति मानने लगा, इन्हीं वस्तुओं ने, (तलवार ने नहीं) संसार की प्रत्येक कठिनाई पर विजय प्राप्त करके इस्लाम का झंडा लहराया।

—महात्मा गाँधी

हज़रत मोहम्मद का प्रस्तुत किया हुआ धर्म प्राचीनता एवं आधुनिकता का ऐसा सुन्दर मिश्रण एवं सार है जिसको पुरातनकाल के व्यक्ति सोच भी नहीं सकते थे—यही कारण था कि हज़रत मोहम्मद अपने समय की समस्त कठिनताओं एवं बाधाओं पर विजयी हुए और जब उनकी शिक्षाओं ने एक बार हृदय में स्थान बना लिया तो वह दिन प्रति दिन, महीने-महीने, वर्ष-प्रति वर्ष, शताब्दी-शताब्दी बढ़ने